امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال وآثار اور کونڈے کی مروجہ صورتوں کے شرعی احکام پر مشتمل ایک نہایت ہی مدلل اور جامع رسالہ

امام جعفر صادق اور کونڈے کی شرعی حیثیت

مؤلف

مفتی مشتاق احمد امجدی

ازہری دارالافتا ناسک

ناشر

مکتبۃ الرّضا

امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

[اعلیٰ حضرت]

سلسلۂ اشاعت ۱۱

امام جعفر صادق اور
کونڈے کی شرعی حیثیت

تالیف
مفتی مشتاق احمد امجدی
ازہری دار الافتا، ناسک

ناشر
مکتبۃ الرضا
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

تفصیلات

نام کتاب : امام جعفر صادق اور کونڈے کی شرعی حیثیت

تالیف : مفتی مشتاق احمد امجدی

غرض وغایت : تحفظ معمولاتِ اہل سنت

تحریک عمل : مفتی افتخار الحسن امجدی، جھانسی

تصحیح حروف : طلبۂ تحقیق ازہری دار الافتا، ناسک

اشاعت بار اول : رجب المرجب ۱۴۴۴ھ/ جنوری ۲۰۲۳ء

تعداد صفحات : ۴۵ر صفحات

ناشر : مکتبۃ الرضا، امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر (ناسک، مہاراشٹر)

برائے ایصال ثواب

مرحوم واجد حسین (نانا)، مرحومہ بی بی بارکہ خاتون (نانی)

مرحوم ظہیر الدین (دادا) مرحومہ بتولن خاتون (دادی)

وکل امت مرحومہ

مشمولات

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	شرف انتساب	۵
۲	نذر عقیدت	۶
۳	پیش لفظ	۷
۴	حضرت امام جعفر صادق کا ذکر جمیل	۹
۵	ولادت باسعادت	۱۰
۶	نام وکنیت	۱۰
۷	لقب ونسب	۱۰
۸	علمی نجابت وشرافت	۱۱
۹	علم سینہ بسینہ کا جلوہ	۱۲
۱۰	زہد وتقویٰ	۱۳
۱۱	اقوال زریں	۱۴
۱۲	کشف وکرامت	۱۶
۱۳	بے موسم انگور کا تھال اور غیبی چادریں	۱۶
۱۴	مردہ گائے زندہ ہوگئی	۱۸
۱۵	آدمی سے کتا اور کتا سے آدمی	۱۸
۱۶	دشمنوں سے حفاظت	۲۰
۱۷	قابل رشک مکان	۲۱

۱۸	گم شدہ چادر	۲۲
۱۹	روحانی ہیبت وجلال	۲۳
۲۰	وصال باکمال اور مدفن	۲۷
۲۱	کونڈے کی شرعی حیثیت	۲۸
۲۲	تخصیص کی قسمیں	۳۲
۲۳	کونڈے کی نیاز ۲۲/رجب کو ہونے کی وجہ	۳۵
۲۴	کیا ۲۲/رجب کو فاتحہ دلانا شیعوں کا طریقہ ہے؟	۳۶
۲۵	کونڈے میں ہونے والی خرافات	۳۹
۲۶	کونڈے ہی میں نیاز دلانا ضروری خیال کرنا	۳۹
۲۷	کونڈوں کو دریا برد کردینا	۴۰
۲۸	جہاں نیاز دلائی جائے اسے وہیں کھانا یا کھلانا وہاں سے ہٹنے نہ دینا	۴۰
۲۹	بچی ہوئی نیاز کو دفن کردینا	۴۱
۳۰	حالت حیض میں نیاز پکانے سے گریز کرنا	۴۱
۳۱	مولف ایک نظر میں از: مولانا محمود رضا حنفی	۴۳

شرف انتساب

تحریر وقلم کی یہ حقیر کاوش اپنے اولیں مربی ومحسن والد ماجد
عالی جناب نذیر احمد لطیفی اور اپنی مادر مشفقہ بی بی واصفہ خاتون
[اللہ تعالیٰ انہیں صحت وعافیت کے ساتھ عمر خضری عطافرمائے]
کے نام
جن کی خصوصی توجہ وخاص دلچسپی نے اس کمترین کو اساتذۂ کرام کی
بارگاہوں تک پہونچایا اور ان کی جوتیاں سیدھی کرنے کا موقع فراہم کیا
اور جن کی دعائے سحر گاہی سے ہماری زندگی میں شعور وآگہی کے
دروازے وا ہوئے اور اساتذہ ومشائخ کے فیضان وکرم
سے شادکام ہو رہا ہوں۔

محتاج دعا
مشتاق احمد امجدی غفرلہ

نذر عقیدت

یہ قلمی گل دستہ
اپنے تمام مشفق و کرم فرما اساتذۂ کرام کی بارگاہوں میں پیش
کرتے ہوئے فخر و سعادت محسوس کرتا ہوں جن کی پاکیزہ تربیت
اور بافیض صحبت نے ہماری زندگی میں ایک عظیم علمی انقلاب پیدا کیا
بالخصوص ممتاز القلم نازشِ درس و افتا

مفتی محمد کمال الدین مصباحی

کی خدمت بابرکت میں نذر کرتا ہوں جن کی خصوصی توجہ سے یہ کمترین
اپنے کمزور ہاتھوں میں قلم پکڑنے اور اپنے مافی الضمیر صفحۂ قرطاس میں
اتارنے کے لائق ہوا
اللہ تعالیٰ سبھوں کو دارین کی سعادتوں سے مالامال فرمائے
اور عمر خضری سے سرفراز فرمائے

دست بوس
مشتاق احمد امجدی عفی عنہ

پیش لفظ

"امام جعفر صادق اور کونڈے کی شرعی حیثیت" یہ رسالہ درحقیقت ایک مضمون کی اضافی صورت ہے جو راقم الحروف نے **"ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف"** کے لیے لکھا تھا اور **"امام جعفر صادق اور ان کی نیاز پاک"** کے عنوان سے اس میں شائع بھی ہوا بعدہ اس نیاز میں ہونے والی خرافات اور غیر شرعی رسومات کا جائزہ لیتے ہوئے **"کونڈے کی مروجہ صورتیں اور ان کا شرعی حکم"** کے عنوان سے ملک کے دیگر معروف رسالوں میں بھی اسے شائع کروایا جسے اہل علم نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور داد وتحسین سے نوازا۔

حالیہ دنوں جب **ازہری دارالافتا ناسک** سے جاری شدہ فتاویٰ کی کتابی ترتیب کا کام شروع ہوا، تو بعض متخصصین کے مشورے پر مجموعۂ فتاویٰ کے اخیر میں بطور ضمیمہ ہمارے کچھ فقہی مضامین شامل کیے گیے، اسی اثنا اس کا تذکرہ اپنے بعض دوستوں سے کیا جنھوں نے اسے نہ صرف سراہا اور بنظر استحسان دیکھا بلکہ ان مضامین میں سے اس مضمون کو مستقل کتابی شکل میں شائع کرنے کا مشورہ دیا چوں کہ مشورہ نیک تھا اسی لیے کثرت کار کے باوجود خود کو اس کے لیے آمادہ کرنا پڑا اور ان کی خواہشوں کی تکمیل کرتے ہوئے قدرے اضافہ کے ساتھ یہ مختصر رسالہ اب قارئین کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

اس کوشش وسعی میں ہم کہاں تک کامیاب ہیں اور احباب کا مشورہ کس قدر مفید وکارآمد ہے ان امور کا فیصلہ قارئین باتمکین کے حوالے، اس بارے میں آپ کا فیصلہ ہمارے لیے مہمیز کا کام کرے گا۔

رسالہ کے مندرجات اور میٹر مواد کی پروف میں کچھ کمی نہیں رکھی گئی ہے

حتی المقدور تصحیح حروف کا بھر پور خیال رکھا گیا ہے پھر بھی بتقاضۂ بشری کہیں کوئی شرعی خامی رہ گئی ہو یا پروف کی غلطی راہ پا گئی ہو تو قارئین سے پر خلوص درخواست ہے کہ رسالہ یا اس کے مرتب کو ہدفِ تنقید نہ بنا کر نیک نیتی سے ہمیں مطلع فرمائیں، ان شاء اللہ الرحمٰن اگلی اشاعت میں ہم آپ کے شکریہ کے ساتھ اس کی اصلاح کرلیں گے۔

رسالہ کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور اصل مآخذ ومراجع سے مندرجات کا تقابل کرنے میں امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر کے شعبۂ تربیت افتا کے علمائے کرام نے کافی محنت ولگن کا مظاہرہ کیا بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ ان کی علمی معاونت سے ہی یہ رسالہ آپ تک پہونچنے کے قابل ہوسکا، دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ سبھوں کو جزائے خیر سے نوازے اور علمی وفقہی گہرائی وگیرائی کی دولت لازوال سے خوب مالا مال فرمائے۔ **آمین یارب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم۔**

خاکسار
ابوالاختر مشتاق احمد امجدی غفرلہ
خادم فقہ وفتاویٰ
ازہری دارالافتا، ناسک
زیر اہتمام
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک
mohammadmushtaquea@gmail.com
8830789911

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداومصلیاومسلما

ہندوستان میں بالعموم ماہ رجب کو کونڈے کی فاتحہ نہایت شان وشوکت سے دلائی جاتی ہے، جس میں جواز اور عدم جواز ہر دو پہلو پائے جاتے ہیں، آئندہ سطور میں اس کے تمام پہلوؤں پر تفصیلی اور تحقیقی روشنی ڈالی جائے گی اور فقہی نقطۂ نظر سے ان کا شرعی حکم بھی بیان کیا جائے گا تاہم اس سے قبل بہتر اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ فاتحہ جس عظیم ذات ستودہ صفات کی طرف منسوب ہے اور اہل عقیدت واہل ارادت جن کی بارگاہ میں اپنی محبتوں کا پرخلوص نذرانہ پیش کرتے ہیں پہلے ان کی پاکیزہ شخصیت کا صحیح تعارف اوران کی مختصر سیرت وسوانح قارئین کی خدمت میں پیش کی جائے۔

حضرت امام جعفر صادق کا ذکر جمیل

کونڈے کی فاتحہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکت کی طرف منسوب ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور خلف رشید ہیں، آپ بارہ ائمۂ ہُداۃ میں چھٹے امام شمار کیے جاتے ہیں آپ کا والہانہ تذکرہ کرتے ہوئے امام اہل سنت مجدد دین وملت سیدی امام احمد رضا خان قدس سرہ ’’شجرہ شریف‘‘ میں یوں فرماتے ہیں:

صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

[حدائق بخشش]

اس شعر میں ’’صادق‘‘ سے آپ ہی کی ذات ستودہ صفات مراد ہے۔

آپ چشم و چراغ خاندان اہل بیت اور بے شمار محامد و محاسن کے جامع، علوم ظاہری اور باطنی میں غیر معمولی بصیرت کے حامل، بڑے عبادت گذار، نادر روزگار عابد شب زندہ دار اور بے نظیر تقویٰ شعار و پرہیز گار تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت میں ایک مخصوص قسم کی جاذبیت اور کشش ودیعت فرمائی تھی، جو آپ کی بارگاہ میں ایک بار حاضر ہوجاتا پھر وہ ہمیشہ کے لیے آپ کا گرویدہ بن جاتا اور وارفتگئ شوق کا عالم یہ ہوتا کہ لمحہ بھر کے لیے آپ سے جدائیگی گوارا نہ کرتا۔

ولادت باسعادت

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ۱۷ / ربیع الاول بروز پیر ۸۰ھ اور ایک روایت کے مطابق ۸۳ھ کو مرکز اسلام مدینہ منورہ [زادھا اللہ شرفا وفضلا] میں ہوئی۔

[مرآۃ الاسرار، ص ۲۰۹]

نام و کنیت

آپ کا اسم گرامی "جعفر"، کنیت "ابوعبداللہ" ایک روایت کے مطابق آپ کی کنیت "ابواسماعیل" ہے۔

لقب و نسب

آپ کا مشہور ترین لقب "صادق" ہے جیسا کہ امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شعر میں گذرا۔ آپ کے کچھ تذکرہ نویسوں نے اس کے علاوہ دیگر القاب بھی بیان کیے ہیں جیسے "فاضل، صابر وغیرہ [ایضا]

آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: حضرت امام جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بن محمد باقر بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب۔

علمی نجابت وشرافت

اللہ تعالیٰ نے خاندانی شرافت ونجابت کے ساتھ ساتھ آپ کو بے پناہ علم وفضل سے بھی نوازا تھا اور ہو بھی کیوں نہ کہ آپ باب مدینہ العلم [شہرِ علم کے دروازے] سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نونہالوں کے پروردہ تھے، آپ بلند پایہ محدث اور وقت کے امام تھے، آپ کا علمی غلغلہ دور دور تک محسوس کیا جاتا تھا اسی لیے دور دراز مقامات سے طالبان علوم نبویہ اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لیے لمبا سفر طے کر کے آپ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوتے اور آپ کی صحبت بابرکت میں رہ کر خوب خوب فیضیاب ہوتے تھے، آپ نے ہزاروں شاگردوں کی علمی وفکری تربیت فرما کر اسلامی تعلیمات عام کرنے میں گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں، آپ کے شاگردوں میں امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری اور امام سفیان بن عیینہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے ممتاز ومنفرد المثال اکابرین ملت اور اساطین امت کے نام سرفہرست ہیں۔

امام الائمہ، کاشف الغمہ، سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ سیدنا نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی بارگاہ میں دو سالوں تک اکتساب فیض کا شرف حاصل کیا اور ان دو سالوں میں آپ نے ان سے وہ کمال پیدا کیا کہ آپ ان کی اس نسبت شاگردی کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں:

"لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ یعنی اگر یہ دو سال (جو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا امام جعفر صادق کے پاس حصول علم میں گذارے) نہ ہوتے تو نعمان (امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہلاک ہو جاتا۔"

علم سینہ بسینہ

آپ کا قلب مبارک نادر علوم وفنون کا منبع ومصدر اور علمی جواہر پاروں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جس کی گہرائی کا اندازہ لگانا ہر کہہ ومہہ کے بس کا نہیں، درحقیقت یہ سب سینہ بسینہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ کے علوم عالیہ کا فیضان تھا جس کے جلوے آپ کے وجود بامسعود میں بخوبی نظر آتے تھے چناں چہ ایک مقام پر آپ خود بیان فرماتے ہیں:

"عِلْمُنَا غَابِرٌ وَمَزْبُوْرٌ وَنَكْتٌ فِي الْقُلُوْبِ وَنَقْرٌ فِي الْاِسْمَاعِ وَاِنَّ عِنْدَنَا اَلْجَفَرَ الْاَحْمَرَ وَالْجَفَرَ الْاَبْيَضَ وَمُصْحَفَ فَاطِمَةَ وَاِنَّ عِنْدَنَا اَلْجَامِعَةَ فِيْهَا جَمِيْعُ مَا يَحْتَاجُ النَّاسُ اِلَيْهِ

ترجمہ: ہمارے علوم غابر، مزبور، نکث فی القلوب، نقر فی الاسماع ہیں، ہمارے پاس جفر احمر، جفر ابیض، مصحفِ فاطمہ اور جامعہ ہے جس میں وہ تمام ہے جن چیزوں کے لوگ محتاج ہیں۔

[ماخوذ از: مرآۃ الاسرار مترجم، ص ۲۰۹، ۲۱۰]

اس فرمان عالی شان میں سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور تحدیثِ نعمت اپنے علوم وفنون کے اسرار ورموز اور وہبی کمالات وخصائص کا ایک اجمالی تذکرہ فرمایا ہے جسے عام لوگ سمجھنے سے قاصر وعاجز ہیں، مرآۃ الاسرار ہی میں حبیب السیر سے حضرت امام کے مذکورہ کی تفسیر یوں منقول ہے۔

غابر: وہ علم ہے جس کے مطابق مستقبل کے واقعات معلوم ہوتے ہیں۔

مزبور: وہ علم ہے جو گذشتہ واقعات کے متعلق ہوتا ہے۔

نکث فی القلوب: سے مراد الہام ہے۔

نقر فی الاسماع: سے مراد ملائکہ اور فرشتے ہیں جن کی باتیں میں سنتا ہوں اوران کی شکلوں کو نہیں دیکھتا۔

جفر احمر: وہ مقام ہے کہ جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہتھیار ہیں اوراس وقت تک وہاں رہیں گے جب تک امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور نہ ہوگا۔

جفر ابیض: بھی ایک ظرف ہے کہ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل، حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور اور تمام آسمانی کتابیں ہیں۔

مصحف فاطمہ: ایک کتاب ہے کہ جس میں ہر وہ چیز جس کا ظہور ہوتا ہے اور ہر ملک اوراس کے حکمرانوں کے نام تا ظہور قیامت درج ہیں۔

جامعہ: ایک کتاب ہے کہ جس کی لمبائی ستر گز ہے یہ کتاب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لکھوائی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسے اپنے ہاتھ سے لکھا اور خلقت کے جتنے واقعات تا قیامت سب اس میں درج ہیں۔

[مصدر سابق]

زھدوتقویٰ

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی پایہ جس قدر بلند وبالا تھا یونہی آپ کا تقویٰ اور زہد و ورع بے مثال اور بے نظیر تھا چناں چہ آپ کے ایک جلیل القدر شاگرد اور ائمہ اربعہ میں سے دوسرے عظیم المرتبت امام حضرت

سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"میں ایک زمانے تک آپ کی بارگاہ میں آتا جاتا رہا مگر میں نے ہمیشہ آپ کو تین عبادتوں میں سے ایک میں مصروف پایا، یا تو آپ نماز پڑھتے ہوئے ملتے یا تلاوت میں مشغول ہوتے یا روزہ دار ہوتے، آپ بلا وضو کبھی حدیث کی روایت نہیں فرماتے تھے۔"

[ماخوذ از: اولیائے رجال الحدیث، ص ۸۳/ ۸۴]

آپ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ اَعِزَّنِیْ بِطَاعَتِكَ وَلَا تُخْزِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ مُوَاسَاةَ مَّنْ قَتَّرْتَ عَلَیْهِ رِزْقَهٗ بِمَا وَسِعْتَ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِكَ" یعنی اے اللہ مجھے عزت عطا فرما اپنی فرمانبرداری کے ساتھ اور مجھے رسوا نہ کر معصیت کے ساتھ اے اللہ جس پر تو نے رزق تنگ فرما دیا ہے مجھے اس کی غمخواری کی توفیق عطا فرما اپنے اس فضل کے ساتھ جو تو نے مجھ پر وسیع فرمایا ہے۔

[البشیر، ص ۷۰]

اقوال زریں

حضرت امام کی زبان فیض ترجمان سے نکلنے والے پاکیزہ کلمات علم وحکمت کے بے شمار اسرار و رموز سے پر ہوا کرتے تھے جن کی معنویت وافادیت ہر عام وخاص کے لیے مسلم ہے، بلا شبہ آپ کے فرمودات وارشادات لوگوں کے لئے راہ نما اور مشعل ہدایت ہیں، آپ کے کثیر اقوال زریں میں سے چند ذیل اقوال وفرامین ذیل میں ملاحظہ کریں۔

- جس کے رزق میں تنگی ہو وہ بکثرت استغفار پڑھے تو اس کے رزق میں بہت جلد کشادگی وفراخی ہو جائے گی۔
- اگر کوئی چیز دیکھنے میں اچھی لگے تو "ماشآء اللہ لاقوۃ الا باللہ" پڑھ لے تو وہ چیز نظر بد اور ہلاکت سے محفوظ رہے گی۔
- علما رسولوں کے امین ہیں مگر شرط یہ ہے کہ یہ لوگ بادشاہوں اور امیروں کے دروازوں پر نہ جائیں ورنہ یہ لوگ امانت میں خیانت کرنے والے شمار کیے جائیں گے۔

[ماخوذ از اولیائے رجال الحدیث، ص ۸۴ تا ۸۵]

آپ کے انہیں چنندہ اقوال میں سے دین ودنیا کی بے شمار بھلائیوں پر مبنی ایک واجب الحفظ قول یہ ہے:

"لَازَادَ اَفْضَلَ مِنَ التَّقْوٰی وَلَاشَئَ اَحْسَنَ مِنَ الصَّمْتِ وَلَاعَدُوَّ اَضَرَّ مِنَ الْجَهْلِ وَلَادَاءَ اَدْوٰی مِنَ الْكَذِبِ" یعنی کوئی توشہ پرہیزگاری سے افضل نہیں اور کوئی چیز خاموشی سے احسن نہیں اور کوئی دشمن جہل سے زیادہ مضر نہیں اور جھوٹ سے زیادہ تخریب کرنے والی کوئی بیماری نہیں

[البشیر، ص ۷۰]

اس قول زریں میں آپ نے دین ودنیا کو سنوارنے والی چار باتیں ارشاد فرمائیں۔

(۱) تقویٰ وپرہیزگاری سے بڑھ کر افضل کوئی توشہ نہیں۔

(۲) خاموشی سے زیادہ کوئی چیز اچھی نہیں۔

(۳) جہالت سے بڑھ کر کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں۔

(۴) جھوٹ سے زیادہ کوئی بیماری مہلک نہیں۔

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ قول زریں میں بظاہر چار چیزیں ارشاد فرمائیں جو دِکھنے میں چند حروف اور کئی جملوں کا مجموعہ ہے تاہم ان چاروں امور کے دامن میں وہ علمی واصلاحی حقائق اور سماجی ومعاشرتی اسرار پنہاں ہیں کہ اگر آج بھی مسلم سماج کے افراد ورجال اس پر سختی سے عامل (عمل کرنے والے) ہوجائیں تو ہمارے سماج سے خرابیوں اور برائیوں کے بادل چھٹ جائیں اور ان کی جگہ اچھائیوں اور بھلائیوں کے بول بالے ہوجائیں۔ اللہ عزوجل ہمیں ان کے ان پاکیزہ اور پرنور فرامین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے فوائد وثمرات سے نوازے۔ آمین۔

کشف وکرامت

آپ علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی سے خوب خوب بہرہ ور تھے، آپ کا وجود مسعود باطنی نور سے ہمیشہ پرنور رہتا، جو حقیقت میں شریعت وسنت پر استقامت کا ایک دنیاوی انعام واکرام تھا اس کا حقیقی بدلہ تو خود پروردگار عالم بروز حشر عطا فرمائے گا۔

حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف وکرامات اور روحانیات میں بھی اونچا مقام رکھتے تھے، آپ کے تذکرہ نگاروں نے کثیر حیرت انگیز واقعات اور قسم قسم کی کرامات بیان کی ہیں، مشتے نمونہ ازخروارے ذیل میں چند کرامات ہدیۂ قارئین ہیں۔

بے موسم انگور کا تھال اور غیبی چادریں ظاہر ہونا

ابن جوزی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب میں حضرت لیث بن سعد سے

روایت کرتے ہیں کہ میں (لیث بن سعد) حج کے موسم میں عصر کی نماز پڑھ کر کوہ ابوالقبیس پر چڑھ گیا وہاں میں نے ایک شخص دیکھا جو کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرکے یہ کہہ رہا تھا یارب یااللہ یاحی یارحیم یاارحم الراحمین اس نے سات مرتبہ یہ کلمات زبان پر دہرائے اور حق تعالی سے پہننے کے لیے کپڑے اور کھانے کے لیے کوئی چیز طلب کی، اس کے بجز دتازہ انگوروں کا ایک تھال اور دونئی چادریں اس کے سامنے ظاہر ہوگئیں، حالانکہ وہ انگور کا موسم بھی نہ تھا جب انہوں نے ارادہ کیا کہ انگور کھائیں، میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بھی اس میں آپ کا شریک ہوں، انھوں نے فرمایا کہ آگے آؤ لیکن جمع نہ کرنا پس میں نے ان کے ساتھ پیٹ بھر انگور کھائے اور اس تھال میں کچھ کمی واقع نہ ہوئی، اس کے بعد انھوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ ان دو چادروں میں سے جو پسند کرتے ہو لے لو، میں نے عرض کیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے انھوں نے ایک چادر کا تہ بند بنایا اور دوسری کو اوڑھ لیا اور وہ دو پرانی چادریں جو ان کے پاس تھیں اٹھا کر روانہ ہوگئے، میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا راستے میں ایک آدمی ملا ،انھوں نے پرانی چادریں اسے دے دیں اور چلے گئے، میں نے اس آدمی سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں، اس نے جواب دیا کہ یہ امام جعفر بن محمد باقر ہیں اس کے بعد میں نے ان کو بہت تلاش کیا لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔

[مرآۃ الاسرار مترجم، ص ۲۱۰]

مردہ گائے زندہ ہوگئی

اسی میں ''حبیب السیر'' کے حوالے سے ایک اور حیرت انگیز اور تعجب خیز واقعہ لکھا ہے جو حسب ذیل ہے:

''فضل بن عمر سے روایت ہے کہ ایک دن چھٹے امام (سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کسی بازار میں جارہے تھے دیکھا کہ ایک عورت اپنے بال بچوں کے ساتھ بیٹھی رو رہی ہے، آپ نے اس سے وجہ دریافت فرمائی، اس نے کہا کہ میرے پاس ایک گائے تھی جس کے دودھ پر میرا اور میرے بال بچوں کا گزارہ تھا، اب وہ گائے مرگئی ہے، اب حیران ہوں کہ کیا کروں، حضرت امام نے دعا کی، اپنا پاؤں گائے پر مارا اور آواز دی، گائے فوراً زندہ ہوکر کھڑی ہوگئی اور چلنے لگی''

[ایضاً، ص ۲۱۱]

آدمی سے کتّا اور کتّا سے آدمی

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ رب العزت جلا وعلا کی بارگاہ کے بے پناہ مقبول ومحبوب تھے یہی وجہ تھی آپ لوگوں کے مابین مستجاب الدعوات سے جانے جاتے تھے اور یقینا آپ اس درجہ مستجاب الدعوات تھے کہ جب آپ کو کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوتی تو آپ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے کہ اے میرے رب! مجھے فلاں چیز کی حاجت ہے، ابھی آپ کی دعا ختم نہ ہوتی اس سے قبل وہ چیز آپ کے پہلو میں موجود ہوا کرتی، ایسا بہت بار ہوا کہ آپ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے جس کے لیے جو فرمادیا اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی کردیا چناں چہ اس ضمن میں صرف ایک حوالہ بطور نمونہ ملاحظہ کریں۔

''علی بن حمزہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ ایک خشک کھجور کے پاس کھڑا تھا، حضرت نے اس کی طرف دیکھ کر اپنے دولبوں کو حرکت دی، فوراً وہ کھجور ہری ہوگئی اور پھل ظاہر ہوئے پس ہم نے ان کے ساتھ تازہ کھجور کھائے ان میں ایسی لذت تھی کہ ایسی کھجور کبھی نہ کھائی تھی، وہاں ایک اعرابی (دیہاتی) بھی موجود تھا یہ دیکھ کر اس نے کہا کہ میں اس قسم کا جادو کبھی نہیں دیکھا، حضرت امام نے فرمایا کہ ہم انبیا علیہم السلام کے وارث ہیں، ہم جادو نہیں جانتے ہم دعا کرتے ہیں اورحق تعالیٰ اسے قبول فرمالیتا ہے، اگر تو چاہتا ہے تو میں دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ تجھے مسخ کردے اور کتّا بنادے، وہ ایک جاہل آدمی تھا اس نے کہا: اچھا دعا کرو، امام صاحب نے دعا کی تو وہ آدمی فوراً کتّا بن گیا اور گھر کی طرف گیا، گھر کے لوگوں نے اسے مار کر گھر سے بھگادیا، اس کے بعد وہ کتّا امام صاحب کے سامنے آیا مٹی پر لیٹنے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، یہ دیکھ کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر رحم اور ترس آیا، آپ نے دوبارہ دعا کی اور وہ اپنی اصلی صورت میں آگیا، پھر حضرت امام نے فرمایا: اے اعرابی میں نے جو کچھ کہا تھا اس پر یقین ہے یا نہیں؟ وہ دیہاتی کہنے لگا: ہاں حضور، ایک بار نہیں، اس پر ہزار بار ایمان اور ایقان رکھتا ہوں

[ملخصا، ایضا، ۲۱۱۔ ۲۱۲]

دشمنوں سے حفاظت

اللہ کے محبوب بندوں کی ایک عظیم نشانی یہ بھی ہے کہ انہیں نہ ماضی کا کوئی غم ہوتا ہے اور نہ مستقبل میں کسی کا کوئی ڈر، ان کے دل میں صرف ایک ذات خداوندوقدوس کا خوف ہوتا ہے جو انہیں تمام ڈر وخوف سے بے نیاز کردیتا ہے، پروردگار عالم نے اپنے کلام مجید قرآن حکیم میں اس روشن حقیقت کو جا بجا بیان فرمایا ہے، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اللہ تعالیٰ کے نہایت برگزیدہ بندے اور کامل ولی تھے، وقت کے بڑے بڑے بادشاہوں اور عظیم سورماؤں نے آپ کو ڈرانا چاہا مگر باذن اللہ وہ ان کے شر سے ہمیشہ محفوظ رہے اور دشمن ہمیشہ اپنے قصد وارادہ میں ناکام ونامراد ثابت ہوئے، اس قسم کے کئی واقعات پائے جاتے ہیں یہاں بطور نمونہ صرف ایک واقعہ ملاحظہ کریں۔

ایک روز عباسی خلیفہ منصور نے اپنے دربان اور چوکی دار کو ہدایت وتاکید کی کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پاس پہنچنے سے پہلے شہید کردینا، اتفاق یہ کہ اسی دن حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ کے پاس تشریف لے آئے اور منصور کے پاس آکر بیٹھ گیے، فوراً منصور نے دربان کو بلایا اس نے خلیفہ کے پاس پہونچ کر دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس تشریف فرما ہیں اور منصور سے گفت وشنید فرمارہے ہیں پھر جب حضرت امام وہاں سے تشریف لے جاچکے تو منصور نے دوبارہ چوکیدار کو بلایا اور کہا: کیوں؟ میں نے تمھیں کس بات کا حکم دیا تھا؟ دربان مارے ڈر کے ہانپتے کانپتے کہنے لگا خدا کی قسم میں نے حضرت

امام جعفر صادق کو آپ کے پاس آتے دیکھا نہ جاتے، بس اتنا نظر آیا کہ وہ آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔

یہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھلی کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ حضرت امام کو جان سے مار ڈالنے کا پورا منصوبہ تیار کیا گیا اور شاہی دربار کے دربان و چوکیدار کو تاکیدی حکم دے دیا گیا کہ انہیں محل کے اندر داخل ہونے سے قبل ہی قتل کر ڈالنا مگر حضرت امام دروازے سے اندر تشریف بھی لے جا چکے اور دربان کو اس کی اطلاع تک نہ ہوسکی، درحقیقت یہ "مَنۡ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ" کی عملی تفسیر تھی، اس کا خلاصہ یہی ہے جو بندہ اللہ تعالیٰ کا ہوجاتا ہے یعنی اس کی اطاعت و فرماں برداری میں زندگی بسر کرتا رہتا ہے تو پروردگار عالم اس کا ہوجاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنی ساری خلقت کو اس محبوب و برگزیدہ بندہ کے تابعِ فرمان کر دیتا ہے، اور مخلوق میں کوئی اس بندہ کو تکلیف نہیں پہونچا سکتا۔

قابل رشک مکان

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات اور حیرت انگیز باتوں میں سے ایک انتہائی تعجب خیز اور حیران کن یہ واقعہ بھی ہے جسے علامہ عبد الرحمن صفوری نے اپنی شواہد شریف میں نقل کیا، نیچے پورا واقعہ ملاحظہ کریں۔

ایک حاجی صاحب حضرت امام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی، میں حج کو جا رہا ہوں، یہ دس ہزار درہم رکھیے اور میرے لیے ایک مکان خرید لیجئے تاکہ میں حج سے فراغت کے بعد اس میں قیام کروں، امام صاحب نے ساری رقم راہ خدا میں صرف فرما دی، جب حاجی صاحب حج سے لوٹے اور حاضر خدمت ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا : حاجی صاحب! میں نے آپ کے لیے ایک مکان خریدا ہے جو ایک سمت سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس سے ملتا ہے، دوسری سمت سے مولائے کائنات، شیر خدا، علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے شبستان معلیٰ سے ملتا ہے، تیسری طرف سے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے مقدس قصر سے اور چوتھی جانب سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے محل انور سے، یہ لو اس کا بیع نامہ، حاجی صاحب نے بیع نامہ کا کاغذ لیا اور گھر چلے گئے اور اہل خانہ کو وصیت کی کہ میری وفات کے بعد میری قبر میں یہ کاغذ رکھ دینا، جب حاجی صاحب کا وصال ہوا، حسب وصیت کاغذ قبر میں رکھ دیا گیا، دوسرے دن ہی بیع نامہ کا کاغذ قبر کے اوپر رکھا ہوا ملا اس کی پشت پر لکھا ہوا تھا: ''امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا''

[شواہد النبوۃ: ص ۱۹۱]

گم شدہ چادر

اللہ تعالیٰ نے اپنے مخصوص بندوں کو وہ طاقت وقوت عطا فرمائی کہ رب کی عطا سے وہ بندگانِ خدا کی دستگیری فرماتے ہیں، اسی قسم کا ایک جلوہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ سے ملاحظہ کریں۔

ایک شخص نے مکہ شریف میں ایک چادر خریدی اور ارادہ کیا کہ اسے باحتیاط رکھوں گا تاکہ میرے مرنے کے بعد کفن میں کام آئے، جب عرفہ سے مزدلفہ پہنچا تو چادر کھو گئی، بہت افسوس ہوا، صبح مزدلفہ سے منیٰ

آیا اور مسجد خیف میں اقامت کی ، یکا یک ایک شخص آیا اور کہنے لگا
: تمہیں امام جعفرِ صادق [رضی اللہ عنہ] طلب فرماتے ہیں، وہ وہاں
پہنچا سلام عرض کر کے بیٹھ گیا، تو امام صاحب نے فرمایا: کیا میں تمہیں
ایک چادر دوں کہ بعد موت وہ کفن میں کام آئے ، عرض کی : ہاں، اے
امام! میری چادر کھو گئی ہے، آپ نے خادم کو حکم فرمایا، اس نے چادر
حاضر کی بعینہ وہی چادر تھی جو کھو گئی تھی، فرمایا : یہ لو اور خدا کا شکر ادا کرو
[شواہد النبوۃ، ص ۱۹۰]

روحانی ہیبت وجلال

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے مثال روحانی ہیبت عطا فرمائی تھی ، آپ کے باطنی جلال کا عالم یہ تھا کہ اپنے وقت کے بڑے سے بڑا رستم و پہلوان بھی اس کی تاب نہیں لا سکتا تھا ، بڑے بڑے بادشاہ بھی آپ کی ہیبت اور آپ کے رعب وجلال سے پناہ مانگا کرتے تھے، اس کے چند نظائر ملاحظہ کریں۔

منصور کے ایک درباری کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز اسے غمگین اور پریشان دیکھا تو کہا اے خلیفہ! آپ متفکر کیوں ہیں؟ بولا کہ میں نے علویوں کے ایک بڑے گروہ کو مروا دیا ہے لیکن ان کے سردار کو چھوڑ دیا ہے میں نے پوچھا وہ کون ہے؟ کہنے لگا کہ وہ جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، میں نے کہا وہ تو ایسی ہستی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محو رہتی ہے اسے دنیا کا کوئی لالچ نہیں ہے، خلیفہ نے کہا مجھے معلوم ہے تم اس سے ارادت وعقیدت رکھتے ہو حالاں کہ پورے ملک کو اس

سے کوئی دل چسپی اور امید وابستہ نہیں، میں نے قسم کھالی ہے کہ جب تک میں اس کا کام تمام نہ کردوں آرام سے نہیں بیٹھوں گا، چناں چہ اس نے جلاد کو بلا کر حکم دیا کہ جوں ہی جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو میں اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لوں گا تم اسے شہید کر دینا۔

پھر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا، میں آپ کے ساتھ ساتھ ہولیا، میں نے دیکھا کہ آپ زیر لب کچھ پڑھ رہے ہیں جس کا مجھے پتہ نہ چل سکا لیکن میں نے اس چیز کا مشاہدہ ضرور کیا کہ منصور کے محلوں میں ارتعاش پیدا ہو گیا وہ ان سے اس طرح باہر نکلا جیسے ایک کشتی سمندر کی تند و تیز لہروں سے باہر آئی ہے، اس کی عجیب حالت تھی وہ لرزہ براندام برہنہ سر اور برہنہ پا، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کے لیے آیا اور حضرت امام کو صدر مقام پر بیٹھایا خود حضرت امام ممدوح کے روبرو مؤدب ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:: ''اے ابن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم! آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟ آپ نے فرمایا تو نے بلایا میں آ گیا، پھر کہنے لگا کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرمائیں؟ آپ نے فرمایا مجھے بجز اس کے کسی چیز کی ضرورت نہیں کہ تم مجھے یہاں بلایا نہ کروتا کہ میں یکسوئی واطمینان قلب کے ساتھ خدا کی عبادت میں مشغول رہ سکوں ہاں میں جس وقت خود چاہوں آجایا کروں گا، آپ اٹھ کر باہر تشریف لے گئے منصور نے آپ کو رخصت کیا مگر اس کا بدن کانپ رہا تھا، امام کے

تشریف لے جانے کے بعد وزیر نے اس حال کا سبب پوچھا تو منصور نے جواب دیا جس وقت میں نے حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تو میں نے ایک اژدہا دیکھا جس کے منہ کا ایک حصہ زمین پر تھا اور دوسرا حصہ میرے محل پر، وہ مجھے فصیح وبلیغ زبان میں کہہ رہا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اگر تم نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ستایا تو میں تجھے نگل جاؤں گا اور تجھے تیرے محل سمیت فنا کردوں گا، چناں چہ اس کے خوف سے میرے جسم کا رونگٹا رونگٹا اور بدن کا بال بال کانپنے لگا اور میں نے خوف وہراس کے عالم میں امام کے ساتھ جو سلوک کیا اس کو تم لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔''　　[اولیائے رجال الحدیث، ص ۸۴]

اسی عباسی خلیفہ کا حضرت امام کے ساتھ ایک اور واقعہ منقول ہے جسے علامہ عبد الرحمن صفوری نے اپنی شواہد میں تحریر فرمایا :

''خلیفہ منصور عباسی نے ربیع کو حکم دیا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے دربار میں پیش کرو، جب ربیع ان کو لے کر آئے تو منصور نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مار ڈالے اگر میں کسی حیلہ کے ذریعہ کوئی فتنہ اٹھاؤں مگر فتنہ انگیزی کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی خونریزی ہو، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کسی ایسی بات کی خواہش کی ہے نہ عملی طور پر کچھ کہا ہے، اگر تمھارے پاس کوئی ایسی بات پہنچی ہو تو محض کسی جھوٹ بکنے والے

کی وساطت سے پہنچی ہے اگر عیاذا باللہ تمھارے بیان کے مطابق کوئی فتنہ انگیزی کی ہے تو اس کی مثال یوں ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام پر بھائیوں نے ظلم کیا تو انھوں نے معاف کردیا، حضرت ایوب علیہ الصلاۃ والسلام بیماری میں مبتلا ہوئے تو انھوں نے صبر کیا، حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کو کچھ عطا ہوا تو انھوں نے شکر ادا کیا، یہ سب پیغمبر تھے اور تمھارا نسب بھی ان سے ملتا ہے''

منصور نے کہا کہ آپ سمجھ سکتے ہیں چناں چہ اس نے بلا کر تخت پر اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ آپ کی یہ بات فلاں شخص نے بتائی تھی، خلیفہ نے اسے حاضر ہونے کا حکم دیا، وہ حاضر ہوا تو اس سے پوچھا کہ آیا تم نے یہ باتیں حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، خلیفہ نے کہا کہ کیا تم اس کی قسم کھا سکتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں، پھر اس نے یوں قسم کھانا شروع کی: ''**باللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب و الشھادۃ**'' یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں عالم غیب وشہادت ہے، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے خلیفہ! میں اسے قسم کھلاتا ہوں، خلیفہ نے کہا ہاں آپ اسے قسم کھلائیں، آپ نے اس شخص سے کہا: کہو ''**بریت من حول اللہ و قوتہ و النجاۃ الی حول و قوتی لقد فعل کذا و کذا جعفر و قال کذا و کذا جعفر**'' وہ اس طرح قسم کھانے سے احتراز کرنے لگا آخر کار قسم کھالی اور قسم کھاتے

ہی حاضرین کے سامنے پھڑک کرمر گیا، منصور نے کہا اس ملعون کو گھسیٹ کر باہر لے جاؤ۔ [شواہد النبوۃ، ص ۳۲۸]

وصال باکمال اور مدفن

آپ نے مدینہ منورہ میں ۱۵/ رجب المرجب کو ۱۴۸ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں اپنے والد ماجد حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

[اولیائے رجال الحدیث، بحوالہ اکمال وطبقات، ص ۸۵]

کونڈے کی شرعی حیثیت

ہمارے دیار ہند کے اکثر اضلاع میں ماہ رجب المرجب کی ۲۲ / ویں تاریخ کو نئے کونڈے (مٹی کے برتن) میں حلوہ پوری یا کھیر پوری پر آپ (امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی کی نیاز دلاتے ہیں جسے "کونڈے کی نیاز" کہتے ہیں جو شرعا جائز ومباح اور حسن نیت سے ہو تو مستحب و مستحسن ہے، اس کی اصل ایصال ثواب ہے جس کا ثبوت متعدد احادیث طیبہ میں مصرح ہے چند شواہد و نظائر ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَلْمَاءُ" فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ: ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا ہے تو ان کے لئے کون سا صدقہ بہتر ہے؟ سرکار نے فرمایا: "پانی" تو حضرت سعد [رضی اللہ عنہ] نے کواں کھودا اور فرمایا: یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔"

[مشکوٰۃ المصابیح، فضل الصدقۃ، ص: ۱۶۹]

امام ابو داؤد اور امام نسائی رحمہما اللہ و دیگر محدثین نے بھی اپنی اپنی سنن میں اس روایت کی تخریج فرمائی۔

(۲) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

اِنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ اُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسَھَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا؟ قَالَ: "نَعَمْ" یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور عرض کیا: یا رسول اللہ [صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم]! میری ماں کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی، اور میں گمان کرتا ہوں، اگر وہ کلام کرتی تو صدقہ کرنے کی وصیت کرتی تو کیا اس کے لئے اجر ہے اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں؟ سرکار نے فرمایا "نعم" ہاں۔

[مسلم شریف، ج: ۱، کتاب الزکوٰۃ، ص: ۳۲۴]

مذکورہ حدیث کے تحت شارح مسلم محرر مذہب شافعی سیدنا امام نووی رحمہ اللہ القوی فرماتے ہیں:

"وَفِیْ ھٰذِہِ الْحَدِیْثِ اَنَّ الصَّدَقَۃَ عَنِ الْمَیِّتِ تَنْفَعُ الْمَیِّتَ وَیَصِلُ ثَوَابُھَا وَھُوَ کَذٰلِکَ بِاِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو میت کو اس کا فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے، اسی پر علما کا اتفاق ہے۔"

[ایضا]

فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی تحریر فرماتے ہیں:

"امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کونڈے بھرنا اور اس پر فاتحہ وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے، اس کی اصل یہی ہے کہ ایصال ثواب

جائز ہے، حدیث وفقہ سے اس کا جواز ثابت ہے جب تک کسی خاص صورت میں ممانعت ثابت نہ ہو اس کو ناجائز بتانا اللہ ورسول اور شریعت پر افترا کرنا ہے۔“

[فتاویٰ امجدیہ اول، ص ۳۶۵]

اس مسئلہ کا تفصیلی بیان عمدۃ المحققین، رئیس المناظرین ملک العلما علامہ سید ظفرالدین بہاری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے رسالہ مبارکہ ”نصرۃ الاصحاب باقسام ایصال الثواب“ [مشمولہ: فتاوی ملک العلما، از ۳۲۰: تا ۴۲۱] میں ہے۔

۲۲؍ رجب کے کونڈے ہوں یا ایصال ثواب کا کوئی اور طریقہ، اس کے جائز ہونے کے لیے شریعت مطہرہ نے نہ تو کسی تاریخ کو لازمی قرار دیا ہے اور نہ اس کے لیے مخصوص ذائقہ والا کوئی مخصوص مقدار کا کھانا شرط کیا ہے، بلکہ اسلامی اور شرعی نقطۂ نظر سے ایصال ثواب ہر حلال کھانے پر ہر وقت درست ہے، اسی طرح شریعت مطہرہ نے یہ بھی ضروری نہیں کیا ہے کہ شیرینی کسی خاص قسم کے برتنوں میں رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھی جائے بلکہ تمام جائز برتنوں میں اسے رکھا جاسکتا ہے، یونہی شرع میں یہ بھی لازم نہیں کہ اس کو صرف مخصوص لوگ مخصوص جگہ پر بیٹھ کر کھائیں بلکہ شرکائے محفل اور غیر شرکا تمام مسلمان کو شرعاً اس کے کھانے کی اجازت ہے، نیز شرعا یہ بھی کوئی ضروری نہیں کہ فاتحہ طلوع آفتاب سے پہلے ہو بلکہ تمام اوقات میں جائز ہے اور رہی کونڈے کی نیاز میں مذکورہ تخصیصات مثلاً ۲۲؍ رجب ہی کو ہونا، کونڈے ہی میں ہونا، حلوہ پوری میں ہونا وغیرہ تو یہ تمام عرفی تخصیصات ہیں جو کسی نہ کسی امر جائز اور مقصد خیر کے پیش نظر اس نیاز میں

شامل ہیں مثلا ۲۲ ؍رجب کی تخصیص اس لیے ہے تا کہ دوست واحباب مکمل اہتمام اور کامل فرصت سے شریک ہوں اور کثرت سے ذکرواذکار بجالایا جائے اور اس قسم کی تخصیص وتعیین خود نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین وائمۂ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا معمول وطریقہ رہا ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے:

”عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَیْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا یَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَھُنَّ یَوْمًا لَقِیَھُنَّ فِیْہِ فَوَعَظَھُنَّ یعنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کی بارگاہ میں مرد ہم پر غالب ہیں حضور اپنی طرف سے ایک دن ہمارے لیے مقرر فرمادیں حضور نے عورتوں سے ایک دن مقرر کر کے وعدہ فرمالیا ،جس میں عورتوں کے پاس تشریف لے گیے اور انہیں وعظ فرمایا۔،،

[صحیح بخاری شریف، ج۱،ص ۲۰]

اس حدیث کے تحت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

”اس سے ثابت ہوا کہ ذکر خیر یا کار خیر کے لیے دن اور جگہ مقرر کرنا سنت ہے جیسے وعظ ،میلاد شریف ،نیاز ، فاتحہ ،عرس وغیرہ“

[نزہۃ القاری ،ج ۱،ص ۳۹۲]

مضمون کی طوالت کا خوف ہے ورنہ اس مقام پر تحقیقی اور تفصیلی بحث کی

جا سکتی ہے، ہاں قدرے کفایت کی غرض سے چند سطور میں ان سب کا خلاصہ حاضر کیا جاتا ہے۔

تخصیص کی قسمیں

تخصیص و تعیین دو طرح کی ہوتی ہے:

(۱) تخصیص شرعی یعنی جسے شریعت نے خاص کر دیا ہو

(۲) تخصیص عادی یعنی جسے لوگوں نے اپنے عرف و عادت کے طور پر خاص کر لیا ہو، شرع کی طرف سے کوئی تعیین یا تخصیص وارد نہ ہوئی ہو۔

پھر شرعی تخصیص کی دو قسمیں ہیں **(۱) شرعی غیر منفک (۲) شرعی منفک ۔**

تخصیص شرعی غیر منفک: شریعت کی جانب سے ایسی تخصیص کہ مخصوص ایام کے علاوہ درست ہی نہ ہو جیسے قربانی کے لیے ''ایام نحر یعنی دسویں ذی الحجہ سے ۱۲ ویں کی عصر تک)

تخصیص شرعی منفک: شرعا تخصیص تو ہو مگر ایام مخصوصہ یا اوقات مخصوصہ کے علاوہ دیگر ایام و اوقات میں بھی درست ہو جیسے روزہ، نماز وغیرہ جیسا کہ خوب روشن وواضح ہے۔

تخصیص عادی: شریعت کی جانب سے کوئی تخصیص نہیں بندہ جب چاہے کرے جیسے صدقات وخیرات وغیرہ ایصال ثواب کے لیے دن کی تخصیص و تعیین بھی عادی ہے اور اس تخصیص میں شرعا نہ کوئی قباحت اور نہ ہی کوئی شناعت و برائی جیسے دن معین کر کے نماز روزہ کی منت۔

اگر تخصیص و تعیین کی مذکورہ قسمیں اور ان کی تعریفات سمجھ چکے ہیں تو اب سمجھیے کہ جب بھی ایصال ثواب کیا جائے گا خاص ہیئت اور خاص زمانہ میں ہو گا یونہی اگر اس میں

دوسروں کو بھی شریک کرنا مقصود و منظور ہو تو تاریخ کی تعیین کے بغیر شرکت دشوار ہو گی جس طرح مساجد میں جماعت کے لیے وقت متعین کیا جاتا ہے تاکہ نمازی وقت پر حاضر ہو کر جماعت سے نماز ادا کرسکیں جیسا کہ بدیہی ہے اور اسے کوئی نہ برا سمجھتا ہے اور نہ اس کے برا ہونے کا کسی کو واہمہ گذرتا ہے۔ اس قسم کی تخصیص ہرگز شرعی نہیں اور نہ کوئی سنی صحیح العقیدہ مسلمان اس قسم کی تخصیص کو لازم جانتا ہے بلکہ لوگوں نے اپنی آسانی کے لیے اس قسم کی تخصیص و تعیین اختیار کرلی ہے اس کی بکثرت مثالیں دی جاسکتی ہے حد تو یہ ہے کہ معترضین بھی اس قسم کی تخصیص و تعیین سے محفوظ نہیں جیسے دیوبندی اپنے جلسوں کی اور تبلیغی جماعت والے اپنے اجتماع کی تاریخ متعین کرتے ہیں۔

ایصال ثواب کے لیے وفات کی تاریخ کو خصوصیت کے ساتھ اس لیے متعین کیا جاتا ہے کیوں کہ وہ دن مرنے والے کی وفات کی یاد دلاتا ہے، اس طرح کے افعال میں دن اور تاریخ کی تعیین و تخصیص خود سرکار کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ثابت ہے چناں مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

"اِنَّ النَّبِیَّ صَلیَّ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ بِاُحَدَ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ حَوْلٍ" حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہر سال کے سرے پر شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے۔

مسلم شریف میں پیر کے دن روزہ رکھنے سے متعلق یہ حدیث مذکور ہے:

"اِنَّ النَّبِیَّ صَلیَّ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ" یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

[کتاب الصوم، باب استحباب صیام ثلثة ایام، ج ۱ ص ۳۶۸]

الغرض یہ سب عادی تخصیصات سے ہیں جس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان مخصوص ایام کے علاوہ دوسرے ایام میں درست نہیں اور نہ ہی کوئی سنی مسلمان معین دن میں ایصال ثواب کرنے کو واجب وضروری خیال کرتا ہے اس لیے ایصال ثواب خواہ روز وفات کی تعیین وتخصیص کے ساتھ کیا جائے یا اس کے بغیر مطلقا جائز ودرست ہے، شرعاً اس میں کچھ قباحت نہیں۔

یہ مباحث امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کے فتاویٰ مبارکہ میں جابجا بیان کیے گیے ہیں یہاں چند اقتباسات نذر قارئین کیے جاتے ہیں:

"اموات مسلمین کو ایصال ثواب قطعا مستحب ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ** اور یہ تعیینات عرفیہ ہیں ان میں اصلا حرج نہیں جبکہ انہیں شرعا لازم نہ جانیں، یہ نہ سمجھے کہ انہیں دنوں ثواب پہونچے گا آگے پیچھے نہیں"

[فتاویٰ رضویہ چہارم قدیم، ص ۲۱۹]

ایک دوسرے مقام پر ہے:

"یہ تخصیص عرفی ہے لازم شرعی نہیں، ہاں اگر کوئی جاہل اسے شرعاً لازم جانے کہ بے حلوے کے ثواب نہ پہونچے گا تو وہ خطا پر ہے"

[فتاویٰ رضویہ جدید، ج ۲۳، ص ۱۲۵]

اور رہا کونڈے (مٹی کے برتن) میں نیاز دلانا تو یہ اس لیے ہے کہ یہ کونڈے مٹی کے برتن میں ہوتے ہے اور مٹی کے برتنوں کا استعمال سنت ہے، اسی طرح حلوہ پوری پر فاتحہ دلانا بھی کہ حلوہ یعنی میٹھی چیز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند تھی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب الحلواء یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حلوہ [میٹھی چیز] پسند فرماتے تھے۔
[سنن ابی داؤد، کتاب الاشربہ، باب فی شراب العسل، ص ۵۲۲]

اور یہ بات مسلم اور طے شدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پسند ہر سنی صحیح العقیدہ کی پسند ہوگی کیونکہ یہی تقاضائے ایمان ہے۔

کونڈے کی نیاز ۲۲؍رجب کو ہونے کی وجہ

مذکورہ واضح نظریہ کے باوجود کچھ اپنوں اور کچھ دوسروں کی طرف سے یہ اعتراض بڑی تیزی کے ساتھ اٹھایا جاتا ہے کہ اگر یہ کونڈے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز ہیں تو ان کا وصال تو ۱۵؍رجب المرجب کو ہوا تھا نا کہ ۲۲؍رجب کو، تو پھر یہ نیاز ۲۲؍رجب کو کیوں دلائی جاتی ہے؟

پچھلے سطور میں ہماری بیان کردہ تشریح کے مطابق اس اعتراض کی کوئی غیر معمولی حیثیت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ ماسبق میں ہم نے تحریر کر دیا ہے کہ ۲۲؍رجب کی تعیین اور موجودہ ہیئت کذائیہ عرفی تخصیصات سے ہیں نہ کہ شرعی تخصیص و تعیین لہٰذا حضرت امام کا وصال اگرچہ ۱۵؍رجب کو ہوا اور یہی تاریخ آپ کے عرس کی تاریخ ہے اور بہتر و مناسب یہی ہے کہ اسی تاریخ کو فاتحہ دلائی جائے کہ خاص تاریخِ وصال کو صاحب عرس کا فیضان زیادہ ہوتا ہے تاہم اسی تاریخ کو ہونا شرع کی طرف سے کچھ ضروری نہیں، مذکورہ بالا اعتراض کے دفاع کے لیے اسی قدر کافی وشافی ہے۔ مگر اس واضح اور روشن حقیقت کے باوجود ایک زمانے سے ۲۲؍تاریخ کو حضرت امام کی نیاز و فاتحہ دلانے کی جو روایت چلی آرہی ہے اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ تو اس بارے میں کچھ محققین نے اس کی وجہ بیان کی ہے بغرض افادہ ذیل میں اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے اس امید پر کہ

قارئین اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور اس امر میں تردد رکھنے والوں کے لیے یہ دافِع الجھن اور رافع شک وتردد ہوگا۔

”کونڈے کی فاتحہ ۲۲ رجب المرجب کو مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام ،تابعین عظام اور امام جعفر صادق رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں کسی مسلمان کی وفات کے بعد مسلسل سات دنوں تک اس کے اقربا اس کی طرف سے بطور ایصال ثواب کھانا کھلانا مستحب جانتے تھے۔ جب امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ۱۵ رجب المرجب کو ہوئی تو ان کے معتقدین ،متوسلین اور متعلقین نے سات دنوں تک لوگوں کو کھانا کھلا کر آپ کو ایصال ثواب کیا ،اخیر دن بہت زیادہ اہتمام ہوا۔ اسی اہتمام کی وجہ سے آپ کے لیے ایصال ثواب ۲۲ رجب المرجب سے منسوب ہوکر مشہور ہوگیا اور عوام میں یہی رائج ہے۔

کیا ۲۲ رجب کو فاتحہ دلانا شیعوں کا طریقہ ہے؟

کچھ لوگ اس موقع پر ایک اور اعتراض کرکے ۲۲ر تاریخ کو کونڈے کی نیاز ہونے کی سخت مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ کہتے ہیں کہ ۲۲ر رجب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی تاریخ نہیں ،یہ تاریخ تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی ہے،اس دن شیعہ اور رافضی بغض امیر معاویہ میں جشن مناتے ہیں لہذا ۲۲ر رجب کو کونڈے کی نیاز دلانا شیعوں سے مشابہت ہے اور بدمذہبوں سے مشابہت جائز نہیں پس کونڈے کی نیاز ۲۲ر رجب کو نہیں ہونی چاہیے۔

جواب

اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ بلاشبہ ۲۲ر رجب المرجب حضرت امام جعفر

صادق کے وصال کی تاریخ نہیں مگر ایصال ثواب اور نذر و نیاز تو کبھی بھی ہو سکتی ہے کہ ان چیزوں میں کسی معین تاریخ کی تخصیص و تعیین شرعی نہیں بلکہ عرفی و عادی ہے، رہا ۲۲؍ویں رجب کا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی تاریخ ہونا اولاتو یہ بات سو فیصد یقینی نہیں کہ آپ کی تاریخ وصال ۲۲؍رجب ہی ہے کیوں کہ مورخین نے آپ کی تاریخ وصال کے بارے میں کئی اقوال نقل کیے اور اگر تھوڑی دیر کے لیے اسی تاریخ کو حضرت امیر معاویہ کی تاریخ وصال مان لی جائے تو بھی اس تاریخ کو حضرت امام جعفر صادق کی نیاز دلانے میں حرج نہیں کہ اسلام میں کسی معین تاریخ کو کسی مخصوص بزرگ کا یوم وصال ہونا اس تاریخ میں دوسرے بزرگ کی فاتحہ کو حرام تو دور مکروہ یا ناپسندیدہ نہیں کرتا۔

رہا یہ امر کہ اس تاریخ کو شیعہ و روافض بغض امیر معاویہ میں جشن مناتے ہیں اور اس تاریخ کو فاتحہ دینے اور دوست واحباب کو گھر پر بلانے میں شیعوں کی مشابہت ہے اور بد مذہبوں کی مشابہت ناجائز۔

تو یاد رہے کہ ہر کام میں غیروں کی مشابہت ممنوع یا حرام نہیں ورنہ زندگی بسر کرنا دوبھر اور دشوار ہو جائے مثلا کھانا کھانا، پانی پینا اور بھی دوسرے دنیاوی کام بد مذہب بھی کرتے ہیں اور ہم بھی کرتے ہیں، اگر اس قسم کی مشابہت بھی ناجائز ہو جائے تو ناجائز کام کے ارتکاب سے کوئی شخص نہیں بچ پائے گا، شرعی مسئلہ یہ ہے کہ غیروں سے صرف انہی کاموں میں مشابہت ناجائز ہے جو فی نفسہ ممنوع ہو یا غیروں کا مذہبی شعار ہو اور یہ شخص جان بوجھ کر ان کی مشابہت اختیار کرنے کی نیت سے اس کام کو انجام دے، جہاں یہ صورتیں نہ ہوں وہاں مشابہت ناجائز نہیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے تشبہ کی تعریف اور اس کے اقسام کی تعریفات و مصادیق پر تفصیلی بحث فرما کر اخیر میں سب کا خلاصہ بیان کرتے

ہوئے تحریر فرمایا:

"تشبہ وہی ممنوع ومکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شئی ان بدمذہبوں کا شعار خاص یا فی نفسہ شرعاً کوئی حرج رکھتی ہو، بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں"

[فتاویٰ رضویہ مترجم، ج ۲۴، ص ۵۳۵]

اور یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح روشن ومنور ہے کہ رجب کی ۲۲ر تاریخ کو ایصال ثواب کرنا ممنوع نہیں اور نہ ایصال ثواب کرنے والوں کی نیت شیعوں کی مشابہت اختیار کرنے کی ہوتی ہے لہذا محض شیعوں کے فاتحہ کا رواج قائم کرلینے سے اس تاریخ کو سیدنا امام جعفر صادق کی نیاز دلانا ممنوع یا ناجائز نہیں بلکہ یہ تو اور بہتر ہے کہ اسی ایک چیز پر دونوں اکابرین امت یعنی حضرت امام جعفر صادق اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ارواح پرفتوح کو ایصال ثواب کی نیت کرلی جائے تو دونوں کی بارگاہوں میں نذر عقیدت پیش ہوجائے گی، بلکہ امام احمد رضا قدس سرہ کے ارشاد کے مطابق ہر فاتحہ میں جمیع صحابہ وتابعین، علما ومشائخ کو شامل کرلینا چاہیے بلکہ جب سے دنیا قائم ہوئی تب سے آج تک اور صبح قیامت تک جتنے مومن پیدا ہوں گے سبھوں کو ایصال ثواب میں شامل کرلینا چاہیے کہ کمی اور نقصان ہماری طرف ہے جو ذات دینے والی ہے اس کے خزانے میں کمی ونقصان نہیں لہذا جتنوں کی نیت کریں گے اللہ سبحانہ کی ذات صمدیت سے امید قوی ہے کہ اسی ایک شئی کا ثواب اگرچہ ایک کھجور برابر کیوں نہ ہو، کسی کے ثواب میں کمی کیے بغیر سبھوں کی ارواح طیبات کو پورا پورا اجر عطا فرمائے گا، چناں چہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ

تحریر فرماتے ہیں:

"اس میں اتنا اور اضافہ کرنا انسب ہے کہ جتنے مسلمان مرد وعورت اب موجود ہیں اور جتنے قیامت تک آنے والے ہیں ان سب کی روح کو پہنچا دے اسے تمام مومنین و مومنات اولین و آخرین سب کی گنتی کے برابر ثواب ملے گا"

[فتاوی رضویہ قدیم، ج ۴، ص ۲۲۸]

کونڈے میں ہونے والی خرافات

کسی ممنوع شرعی کا ارتکاب نہ کرنا پڑے تو کونڈے کی نیاز بلاشبہ جائز ودرست اور باعث اجر وثواب ہے، اس کے جواز واستحسان میں کلام نہیں، البتہ ہمارے کچھ ناواقف اور نادان عوام بھائیوں نے اور کچھ جاہل عورتوں نے اس عمل خیر میں کچھ ایسے غیر ضروری اور بعض ہندوانہ رسم ورواج اپنا لیے ہیں کہ جن کی ناشائستگی شمس وامس کی طرح ظاہر وعیاں ہے، جن سے تمام مسلمانوں کو ازحد بچنا لازم وضروری ہے۔

اس سلسلے میں مختلف علاقوں میں مختلف قسم کی خرافات وغیر شرعی رسومات پائی جاتی ہیں، مہاراشٹر کے اکثر اضلاع میں قدر مشترک پائی جانے والی بے بنیاد اور غیر شرعی حرکات میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) کونڈے ھی میں نیاز دلانا ضروری خیال کرنا

کچھ ناواقف لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ نیاز کونڈے (مٹی کے نیے برتنوں) ہی میں دلا سکتے ہیں ان کے علاوہ گھر کے دیگر برتنوں میں نہیں دلا سکتے، یہ ایک بے بنیاد اور بے اصل خیال ہے کیونکہ ہر مسلمان اپنے اپنے برتن پاک

وصاف رکھتا ہے لہذا گھر کے دیگر برتنوں میں بھی نیاز ہو سکتی ہے، ہاں اگر اس سے یہ مقصود ہو کہ یہ کونڈے بعد فاتحہ گھر کے کام آجائیں گے یا مسجد وغیرہ میں رکھ دیئے جائیں گے تاکہ مصلیوں کے کام آجائیں گے یا کسی بیوہ حاجت مند خاتون کو ہبہ کردیئے جائیں گے جس سے ان کی ضرورت پوری ہوتی رہے گی اس کے علاوہ کوئی اور مقصد حسن ہو جب تو یہ نیت محمود و مستحسن ہے۔

(۲) کونڈوں کو دریا برد کردینا

کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ بعد فاتحہ یہ کونڈے اتنے متبرک ہو جاتے ہیں کہ اب یہ استعمال کے قابل نہ رہے اسی لیے بعض جگہوں پر یہ کونڈے بعد فاتحہ دریا وغیرہ میں پھینک دیتے ہیں جبکہ ایسا خیال سخت جہالت اور انہیں دریا میں ڈال دینا تو مال کی اضاعت و بربادی ہے جو ناجائز وحرام ہے۔

(۳) جہاں نیاز دلائی جائے اسے وہیں کھانا یا کھانے والوں کو وہاں سے ہٹنے نہ دینا

بعض لوگ اس بات کا التزام کرتے ہیں کہ نیاز جہاں دلائی جائے اسے وہیں کھائی جائے، کھانے والوں کو وہاں سے ہٹنے نہ دیا جائے، یہ بھی ایک لغو اور بے بنیاد حرکت ہے، حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

> ”اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز ہے مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے“

[بہار شریعت مخرجہ: ج ۳:، ص ۶۴۳]

(۴) بچی ہوئی نیاز کو دفن کر دینا

کچھ لوگ بچی ہوئی نیاز کو اگلے دن کے لیے نہیں رکھتے بلکہ اسے یونہی دفن کر دیتے ہیں جو سراسر ظلم، اسراف اور فضول خرچی ہے، ایسے لوگ اللہ کو سخت ناپسند ہیں، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

”كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ“

[سورۂ اعراف، آیت ۳۱]

کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ [کنزالایمان]۔

(۵) حالت حیض میں نیاز پکانے سے گریز کرنا

بعض خواتین اسلام ایام مخصوصہ میں نیاز پکانے اور کھانے سے گریز کرتی ہیں اور یہ گمان کرتی ہیں کہ اس حالت میں نہ وہ نیاز پکا سکتی ہیں اور نہ ہی اس میں سے کچھ کھا سکتی ہیں، جبکہ یہ ایک جاہلانہ رسم اور ہندوانہ خیال ہے، اسلام ہرگز ان باتوں کا حکم نہیں دیتا ہے، شرعی مسئلہ یہ ہے کہ حیض ونفاس والی عورت ایسی حالت میں اپنے ہاتھ خوب پاک وصاف کر کے نیاز پکا سکتی ہے، حدیث پاک میں آیا ہے کہ عورت کا حیض اس کے ہاتھ میں نہیں ہوتا ہے چناں چہ مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، وہ بیان کرتی ہیں:

”اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اُنَاوِلَهُ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ اِنِّیْ حَائِضٌ فَقَالَ: ”تَنَاوَلِیْهَا فَاِنَّ الْحَیْضَةَ لَیْسَتْ فِیْ یَدِكِ“ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ”ہاتھ بڑھا کر

مسجد سے مصلیٰ اٹھا دینا‘‘ میں نے عرض کی، میں حائضہ ہوں، اس پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ’’تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں‘‘۔ [مشکوۃ المصابیح ۵۶]

اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں اور جملہ مومنین کو فیضان امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے خوب خوب مالا مال فرمائے، نیاز و فاتحہ دلانے میں اسلامی اقدار و روایت کی پاسداری کرنے کی سعادت نصیب فرمائے اور ہر غلط و ناجائز رسم و رواج اور غیر شرعی خرافات سے محفوظ فرمائے۔ اللھم احینا علی السنۃ و الجماعۃ فتوفنا علیھا و ارزقنا شفاعۃ حبیبک النبی الکریم ،ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم ،آمین یا رب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ افضل الصلاۃ و التسلیم۔

طالب دعا
ابوالاختر امجدی غفرلہ
mohammadmushtaquea@gmail.com
8830789911

❁❁❁❁❁❁❁
❁❁❁❁❁
❁❁
❁

مؤلف ایک نظر میں

از: محمود رضا حنفی، دلشاد پوری

نام و کنیت:

شناختی دستاویزات میں آپ کا نام ''**محمد مشتاق**'' مرقوم ہے جبکہ آپ کا قلمی نام ''**مشتاق احمد امجدی**'' ہے اور ''**ابوالاختر**'' آپ کی کنیت ہے۔

ولدیت :

آپ کے والد کا نام محمد نذیر احمد لطیفی بن مرحوم ظہیر الدین ہے۔

ولادت :

آپ کی پیدائش ۱۶؍مئی ۱۹۹۳ء مطابق ۲۴؍ذی القعدہ ۱۴۱۳ھ بروز اتوار ہوئی۔

سکونت:

آپ کا آبائی وطن ''احمد پور'' (پچھّم ٹولہ افریل) ضلع کٹیہار، بہار ہے

تعلیمی اسناد:

آپ نے درس نظامی کے مروجہ علوم اسلامیہ میں اعلیٰ اسناد حاصل کرنے کے ساتھ دیگر تعلیمی بورڈ اور یونیورسیٹیز سے بھی کئی قسم کی ڈگریاں حاصل کی ہیں، تفصیلات حسب ذیل ہیں

(۱) فاضل اسلامیات (الجامعۃ الامجدیۃ الرضویہ گھوسی، مئو)
(۲) الاختصاص فی الفقہ (الجامعۃ الامجدیۃ الرضویہ گھوسی، مئو)
(۳) سندِ حدیث وفقہ (از: محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری)
(۴) سند روایت حفص (از: مجود عصر قاری احمد جمال عزیزی مصباحی)
(۵) وسطانیہ، فوقانیہ، مولوی (مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ)
(۶) منشی، کامل، مولوی، عالم، فاضل (عربی فارسی بورڈ، لکھنو)
(۷) عربی ڈپلومہ (قومی کونسل دہلی)

(۸) اردو ڈپلومہ (قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی)
(۹) بی – اے اردو مولانا مظہر الحق عربی وفارسی یونیورسیٹی پٹنہ
(۱۰) بی-اے معاشیات مولانا آزاد اردو یونیورسیٹی حیدرآباد
(۱۱) ایم – اے عربی مولانا آزاد اردو یونیورسیٹی حیدرآباد [جاری]

ارادت وبیعت:

آپ کو رئیس الاتقیا مخدوم ملت سید اویس مصطفیٰ واسطی جانشین فاتح بلگرام دامت برکاتہم العالیہ کے مقدس ہاتھوں بیعت کا شرف حاصل ہے۔

اجازت وخلافت:

ممتاز الفقہا، حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اور جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری دامت برکاتہم العالیہ نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ مصطفویہ، امجدیہ اور عزیزیہ سے سرفراز فرمایا ہے۔

درس وتدریس:

۲۰۱۵ء کے اواخر سے تا دم تحریر شہر ناسک کے مفتی ساز ادارہ امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر کی پاکیزہ فضا میں شعبۂ اختصاص فی الفقہ کے متعلمین کو فقہ وفتاویٰ اور اصول کی منتہی کتابوں کا درس اور فتویٰ نویسی کی خصوصی تربیت دے رہے ہے۔

قلمی پیش رفت:

اب تک آپ کے نوک قلم سے دو درجن کے قریب مقالات ومضامین منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو کر قارئین سے داد وتحسین وصول کر چکے ہیں، آپ کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف وترتیبات حسب ذیل ہیں

(۱) قربانی کے فضائل ومسائل سوال وجواب کے تناظر میں [مطبوعہ]
(۲) برکات تاج الشریعہ [مطبوعہ]
(۳) امام جعفر صادق اور کونڈے کی شرعی حیثیت [زیر نظر مجموعہ]

(۴) فتاویٰ ازہری دارالافتا [غیر مطبوعہ]
(۵) برکات امہات المومنین [غیر مطبوعہ]
(۶) برکات امام اعظم [غیر مطبوعہ]
(۷) فیضان امجدی [غیر مطبوعہ]
(۸) رضویات کی پانچ جہتیں [غیر مطبوعہ]

رشتۂ ازدواج:

۱۱/رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق ۷/مارچ ۲۰۲۰ء کو بھینس بندھا، کٹیہار بہار کے عالی جناب غلام وارث صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی سے آپ کا عقد مسنون ہوا جن سے ایک لڑکا "اختر رضا" ہے۔

مناصب اور عہدے:

صدر المدرسین: امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک
صدر مفتی: ازہری دارالافتا، ناسک
معاون مدیر سالنامہ "الانکشاف" سیمانچل
مشیر اعلیٰ: سہ ماہی عرفان رضا مرادآباد

موجودہ مشغلہ:

درس وتدریس، تصنیف وتالیف، فتویٰ نویسی ومضمون نگاری، دعوت وتبلیغ اور وعظ وخطابت۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کا علمی اقبال بلند فرمائے اور درجات ومناصب میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

محتاج دعا
محمود رضا حنفی، متخصص فی الفقہ
امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

ازہری دارالافتا ناسک

امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر کے زیر اہتمام **ازہری دارالافتا** شہر ناسک کا ایک نہایت معتبر و مستند اور ذمہ دار دارالافتا ہے، یہاں سے قدیم وجدید مسائل کا شرعی حل مرکز اہل سنت بریلی شریف کے موقف کے مطابق پیش کیا جاتا ہے، بحمدہ تعالیٰ اب تک ملک بھر سے آئے ہوئے سینکڑوں سوالات کے شرعی جوابات **ازہری دارالافتا ناسک** سے جاری کیے جاچکے ہیں۔

اہلیان شہر ناسک اپنے مسائل کے حل کے لیے بکثرت اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہاں کے جاری شدہ فتاویٰ شہر بھر میں پورے وثوق کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

فاضل علوم اسلامیہ خلیفۂ حضور محدث کبیر حضرت ابو الاختر **مفتی مشتاق احمد امجدی** حفظہ اللہ کے زیر نگرانی ہر سال ملک کے نامور اداروں کے دس فارغین علما فتویٰ نویسی کی ٹریننگ لیتے ہیں اور پیچیدہ ولاینحل مسائل کی گتھیاں سلجھانے میں شب وروز مصروف ہیں۔

اپیل

لہذا جملہ مسلمانان اہل سنت سے پر خلوص گذارش ہے کہ دینی و مذہبی مسائل بالخصوص نکاح، طلاق، خلع، وقف، تقسیم ترکہ اور اس طرح کے ہر قسم کے مسائل کی شرعی رہنمائی کے لیے دارالافتا کی طرف رجوع کریں اور دنیاوی کورٹ کچہریوں کی مشقتوں، بے جا اخراجات اور غیر شرعی فیصلوں سے خود کو اور اپنی ملت کو بچائیں۔

المعلن

امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

AZHARI DARUL IFTA

Imam Ahmad Raza Learning And Research Centre, Nasik, Maharashtra Pin Cod:422011

Email:azharidarulifta92@gmail.com +918830789911